ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE: 2789-8784

ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com

ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.6,Issue No.3 (2024)
(July to September)

انتظار حسین کے افسانوں میں اسلامی عقائد: تنقیدی مطالعہ

A Critical Study of Islamic Beliefs in Intizar Husain's Short Stories

تنزیلہ شبیر

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، وفاقی اُردو یونیورسٹی اسلام آباد

ڈاکٹر زینت افشاں

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، وفاقی اُردو یونی ورسٹی اسلام آباد

Tanzila Shabbir
Doctoral Candidate, Department of Urdu, Federal Urdu University, Islamabad
Dr. Zeenat Afshan
Assistant Professor, Department of Urdu, Federal Urdu University, Islamabad

Abstract:
Belief holds a profound significance across cultures and societies worldwide. In Islam, the foundation of the faith is deeply rooted in a set of core beliefs that guide the actions, thoughts, and lives of its followers. A person who adheres to these fundamental beliefs is considered a true follower of Islam. It is essential to recognize that these beliefs, which shape the lives of millions, have been consistently propagated through various forms of literature. Intizar Husain, a celebrated Urdu writer, plays a pivotal role in this regard. Through his masterful storytelling, he eloquently conveys Islamic principles, seamlessly intertwining them with the teachings of the Quran and Hadith. Husain's literary works stand as a testament to the deep integration of faith and narrative, highlighting the relevance of Islamic beliefs in contemporary literature. His stories reflect a nuanced understanding of spirituality, offering readers insights into the profound connection between belief and everyday life. The article based on how does Intizar Hussain integration of Islamic belief in his story telling reflect and reinforce the significance of these beliefs in contemporary Urdu literature.

Keywords: Faith, Islamic Monotheism, Quranic Themes, Prophetic Teachings,Sufism, Tawhid, Spiritual.

لفظ عقیدہ 'عقد' سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی باندھنے اور مضبوط گرہ لگانے کے ہیں۔ عقیدہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسی سے مراد پختگی، پیوستگی، جماؤ اور ہم آہنگی ہے۔ عربی زبان میں کہا جاتا ہے: "عقد االعھد والبیع "یعنی "پختہ عہد اور خرید و فروخت کا معاملہ کیا ہے۔"(۱) نیز یہ بھی کہا جاتا ہے: "عقد الاز "یعنی "ازرا" کو اچھی طرح کسا اور العقد (باندھنا) الحل (کھولنا) کی ضد ہے"۔(۲) مذکورہ امثال عقد کے معانی و مفاہیم کی شرح میں خاصی مدد ہیں۔ عقیدہ ایسے پختہ ایمان، قطعی حکم اور فیصلہ کا نام ہے جس میں شک کی گنجائش نہ ہو۔ چنانچہ وہ قلبی تصدیق جو کسی تصور میں یقین کی کیفیت پیدا کرے عقیدہ کہلاتی ہے۔ لفظ عقیدہ 'عقد' بمعنی گرہ اور گانٹھ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ عقیدہ نہ بدلتا ہے اور نہ ہی کھلتا ہے۔ نیز جس پر انسان ایمان رکھتا ہے اس پر اپنے قلب و جان سے پوری طرح مطمئن

ہوتا ہے اور جسے لائقِ اتباعِ دین و مذہب سمجھتا ہے وہی اس کا عقیدہ کہلاتا ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ 'ہمارا دین' ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری میں عقیدہ اور یقین کے مفہوم کو ادا کرنے کے لیے Belief کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ انگریزی میں Belief کسی شخص یا چیز کے درست ہونے کے متعلق اعتماد کا نام ہے۔ جہانگیر اردو لغت میں اس کا مفہوم یوں بیان کیا گیا ہے:

"ایمان، اعتقاد، یقین، وہ اعتماد جو کسی کام یا شخصیت کو برحق یا درست ماننے پر دل میں پیدا ہو، وہ مذہبی اصول جن پر ایمان لانا ضروری ہو، مذہبی یقین۔"(۳)

ان تمام تعریفوں کی روشنی میں عقیدہ کا مفہوم کچھ اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ کسی چیز کے صحیح یا غلط ہونے کے متعلق جو پختہ خیال اور تصور دل اور دماغ میں بیٹھ جائے اسے عقیدہ کہتے ہیں۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام نے زندگی گزارنے کے کچھ اصول متعین کیے ہیں جو متوازن اور متعدل ہیں۔ اللہ تعالی نے انسان کو ایسی قوت ودیعت کی ہے جس کی بنا پر اس پر نئے نئے علوم وفنون منکشف ہوتے ہیں۔ اس اکتساب کی بنیاد پر اعتقادات کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں اور افعال کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ دنیا میں مختلف افکار ہیں جن کی بنیاد پر مختلف قسم کے عقائد و نظریات پائے جاتے ہیں۔ ان نظریات اور اعتقادات کی بنیاد پر تہذیب و تمدن اور ثقافت کی مختلف اقسام وجود میں آتی ہیں اور زندگی گزارنے کے مختلف ضابطے وجود میں آتے ہیں۔ انسانی تہذیب و ثقافت اس کے اجتماعی اعمال سے جنم لیتی ہے۔ انسانی اعمال انسانی فکر و فلسفہ کا نتیجہ ہوتے ہیں جبکہ انسانی فکر عقیدے اور نظریے کے مطابق پروان چڑھتی ہے۔ گویا انسانی سوچ و فکر، اعمال اور تہذیب و ثقافت کی بنیاد عقیدہ ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات پر نظر دوڑانے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث میں تین بنیادی عقائد میں شامل ہیں۔

- عقیدہِ توحید
- عقیدہِ نبوت و رسالت
- عقیدہِ آخرت

پھر ذیلی عقائد بھی ان بنیادی عقائد میں شامل ہیں جن میں ملائکہ پر ایمان کا عقیدہ، آسمانی کتابوں پر ایمان، اچھی یا بُری تقدیر پر ایمان کا عقیدہ شامل ہیں۔ حضرت ابو ھریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عن ابی ھریرہؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: الایمان ان تومن باللہ و ملائکتہ و بلقائہ و رسلہ و تومن بالبعث۔ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو اس کے فرشتوں کو اور آخرت میں اللہ سے ملنے کو اور اس کے رسولوں کو حق جانو اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کو۔"(۴)

اس روایت میں عقائد سے متعلق واضح بتایا گیا ہے کہ یہ اسلامی تعلیمات میں بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلامی افکار کی ترویج میں ان عقائد کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ جب ان کو مرکز مان لیا جاتے تو پھر زندگی کے سارے اعمال و افعال اسی کے گرد گھومیں گے، ان کے اوپر یقین و اعتماد ہی اسلام پر یقین و اعتماد ہے۔ عقیدہ ہی وہ اصل بنیاد ہے جس پر تمام مذہبی اور روحانی افعال کی عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔ اسلامی عقائد وہ بنیادی اصول ہیں جن پر ایک مسلمان کی زندگی کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ زمانے نے نئے علوم اور نئی نئی ایجادات کے بل پر عقل، دلیل، تجربہ اور مشاہدہ کی نئی دنیا خلق کی ہے جس میں نظریے اور عقیدے کے اختلاط نے اقوام کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ بہ ایں ہمہ وقت کی ضرورت اور حالات کے تقاضوں نے ثابت کر دیا کہ عقیدے کی

پختگی ہی انسانی زندگی کی کامیابی و ترقی کا ذریعہ ہے۔ انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو عقائد سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا پہلو اعمال سے۔ اول اول انسان کے دل و دماغ میں آرزوئیں، امیدیں، احساسات، خیالات اور ارادے پیدا ہوتے ہیں، پھر انسان اپنے ان ہی ارادوں کے مطابق کام کرنے لگتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی زبان اقدس میں پہلی چیز کا نام 'نیت' ہے اور دوسری چیز کا نام 'عمل' ہے۔ اعمال کی عقیدے کے مطابق انجام دہی ہی اصل کامیابی ہے۔

قرآن و سنت میں عقائد کو جس انداز میں پیش کیا گیا ہے اس میں ایمان کی حرارت و لذت محسوس کی جاسکتی ہے، اس میں ایک طرح کی عملیت اور جوش ہے، سادگی کا حسن اور نکھار ہے، اور وہ احساس ہے جو انسان کو عشق و محبت کے لطف سے کماحقہ آشنا کرتا ہے۔ جو چیز ابتذال سے نکال کر کتاب و سُنت کی طرف لاتی ہے وہ عقیدے کا صدق ہے۔ کتاب و سُنت کی رو سے نمو پانے والے عقائد کا تعین، استواری، ٹھہراؤ اور یقین افروزی علم الکلام اور فلسفہ کی بحثوں میں مفقود ہے۔ عقیدے کی خاصیت یہ ہے کہ لوگ اس کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے، اپنا سارا مال و جان اس کے لیے نثار کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور اس میں سکون محسوس کرتے ہیں۔ گویا عقیدہ کی اہمیت ایک ایسے مرکز کی سی ہے جس کے گرد زندگی کے تمام اعمال و افعال گھومتے ہیں۔ انسان کو ایک ایسے عقیدہ کے تحت زندگی گزارنے کی ضرورت ہے جو اس کی زندگی کو مقصد و معنویت عطا کرے۔ یعنی جمع کردہ حقائق کو مقصد و معنویت کا جامہ پہنانے کے لیے ان کے متعلق ایک عقیدہ بنانے کی ضرورت ہے۔ اختصار کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ دنیا کے اندر جتنے بھی افعال سرانجام دیے جاتے رہے ہیں ان کے پیچھے عقیدے کا یقین یا اعتماد کی طاقت پوشیدہ ہوتی ہے۔

اسلامی عقائد اور ادب کا گہرا تعلق ہے۔ اسلامی عقائد میں اللہ تعالی کی وحدانیت، رسولوں کی نبوت، آخرت پر ایمان اور دیگر بنیادی اصول شامل ہیں۔ ادب میں شاعری، نثر اور دیگر اصناف شامل ہیں۔ ان عقائد کی ترویج و تفہیم و تعبیر کے لیے ادب ایک موثر ذریعہ رہا ہے۔ اسلامی ادب کے تحت مذہبی موضوعات کو بہت عمدہ اور بہترین انداز میں بیان کیا جاتا ہے جس میں عقائد کی گہرائی کے ساتھ ساتھ روحانی اور اخلاقی پہلوؤں کو بہترین انداز میں اجاگر کیا جاتا ہے۔ شعراء اور ادباء نے اپنے ادبی تخلیقات میں قرآن و حدیث کی تعلیمات، سیرت النبی اور اسلامی تاریخ و ثقافت کو بہت عمدگی سے پیش کیا ہے۔ اسلامی ادب کا مقصد صرف دلوں کو نرم کرنا یا انفرادی سطح پر روحانی بالیدگی پیدا کرنا ہی نہیں بلکہ معاشرتی اصلاح اور اخلاقی تربیت بھی ہے۔ اس بنا پر ادب اور اسلامی عقائد ایک دوسرے کے ساتھ مربوط نظر آتے ہیں اور اس ارتباط کی بدولت یہ دونوں عناصر اسلامی تہذیب کی ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسلامی ادب میں موضوع کی کوئی شرط نہیں، ہر تحریر جس کے ڈانڈے اسلامی عقائد سے ملتے ہیں اسلامی ادب میں شامل ہو سکتی ہے۔ اسلامی ادب دراصل اسلامی شعور کے تحت وجود میں آنے والا ادب ہے۔ ایک اسلامی ادیب کا کام اس شعور کی شرائط پوری کرنا ہے خواہ موضوع کوئی بھی ہو۔ اسلامی ادب میں ادبا نے ہر موضوع پر لکھا اور جب تصوف کی بات آتی ہے تو کئی عمدہ تحریریں قاری کے سامنے آتی ہیں۔ پس ادب اور اسلامی عقائد و نظریات کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ یہ عقائد و نظریات اسلامی ادب سے ہٹ کر دیگر مصنفین کے لیے بھی دلچسپی کا باعث رہے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی مخصوص ادبی زاویے سے وابستہ نہ ہونے کے باوجود جو مصنفین ان عقائد کے پروردہ ماحول کی پیداوار ہیں وہ بجا طور پر ان عقائد کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہی تسلیم و رضا معروف نثر نگار انتظار حسین کی تحریروں میں بھی منعکس ہے۔ زیر نظر مقالہ میں اسلامی عقائد و نظریات، ضرورت و اہمیت اور اسلامی عقائد اور ادب کے مابین تعلق کی ذیل میں انتظار حسین کے افسانوں میں اسلامی عقائد و نظریات کا جائزہ لینا مقصود ہے۔

انتظار حسین اردو کے وہ تخلیق کار ہیں جن کا ذہن ہمیشہ متحرک رہا ہے۔ وہ کسی ایک فکری رجحان کے پابند نہیں ہوئے، پس یہی وجہ ہے کہ ان کا ذہنی ارتقاء ترقی کی مختلف منازل طے کرتا رہا اور ادب کے قاری کو مختلف انداز سے متاثر کرتا رہا ہے۔ ان کے افسانوں میں دیومالائی قصے، داستانوی حکایات، مذہبی روایات، اولیاء و انبیائے کرام کے قصے، جنوں اور سایوں کے مسکن، دکھائی نہ دینے والی بشارتیں، دعائیں، مسلم عقائد کے موضوعات ملتے ہیں۔ انتظار حسین نے نہ صرف یہ کہ مذہبی حوالوں کو اپنے افسانوں میں استعمال کیا بلکہ ان کے اسالیب کو بھی اختیار کیا ہے۔ الہامی اور آسمانی صحائف کے اسلوب کے اثرات ان کے افسانوی مجموعہ "آخری آدمی" کی کہانیوں میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ان کے چوتھے مجموعہ "شہر افسوس" اور پانچویں مجموعہ "کچھوے" کے افسانوں میں خاص طور پر قرآنی آیات سے استفادہ کیا گیا ہے۔

انتظار حسین نے اپنے افسانوں میں احادیث کے انداز بیاں سے بھی خوب استفادہ کیا ہے۔ جس طرح حدیث میں راوی سلسلہ وار اپنی سماعت اور حافظے کی بنیاد پر واقعات کو کبھی بالواسطہ اور کبھی براہ راست بیان کرتا ہے بالکل اسی طرح کا انداز بیان انتظار حسین نے بھی اپنے بعض افسانوں اور ناولوں میں اختیار کیا ہے۔ اس انداز بیان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں راوی کی زبانی رسول اللہؐ کی شخصیت بولتی نظر آتی ہے جس سے کلام میں قطعیت پیدا ہو جاتی ہے اور بیان پُرزور و پُراثر ہو جاتا ہے۔ انتظار حسین اپنے ابتدائی تخلیقی سفر میں مسلم عقائد و روایات کے متلاشی نظر آتے ہیں۔ انتظار حسین کے ہاں عام طور پر برتی جانے والی علامتیں ان کے ہاں نسبتِ حسین رضی اللہ عنہ کی نمائندگی کرتی ہیں مثلاً خاکِ شفا، خون حسین، عزاداری، علم بوتراب، مجالس وغیرہ کی علامتیں انتظار حسین کے اوائل تخلیقی سفر کی اہم علامات ہیں۔ اس سلسلے کی ایک جھلک انتظار حسین سے منقول ہے:

> "کربلا میں بھی تو آخر شہر بس گیا ہے اور پانی کے نل لگ گئے ہیں، مگر اس مقام سے جو تجربہ منسوب ہو گیا ہے، اس پر اس سے کیا اثر پڑتا ہے، کربلا تو اجتماعی روحانی تجربہ قرار پا گئی ہے ایک علامت بن گئی ہے۔ اب وہاں کچھ بھی ہوا کرے۔"(۵)

ان کے ابتدائی اوائل مجموعوں "گلی کوچے" اور "کنکری" کے افسانوں میں یادوں کی بازگشت اور تہذیبی بازیافت میں مذہبی علائم کو خاص کو خاص طور پر برتا گیا ہے۔ انتظار حسین کا افسانہ "پھر آئے گی" واقعہ کربلا سے متعلقہ علائم پر مشتمل کہانی ہے جس میں اس واقعہ سے عقیدت مندی کو مختلف کرداروں کے ذریعہ پیش کیا گیا ہے۔ محرم میں عزاداری، علمداری، لوبان، موم بتی، ماتم وغیرہ جیسے واقعات ایسے کرداروں کے توسط سے پیش کیے گئے ہیں جو حضرت حسین سے محبت کرنے والے اور ان کے عقیدت مند ہیں۔ ان عقائد میں مسابقت کے حوالے سے ان کے افسانوں میں ہندوستان کے گاؤں اور دیہات میں تعزیہ و سجاوٹ کا گہرا مشاہدہ نظر آتا ہے۔ اس ضمن میں انتظار حسین افسانہ "پھر آئے گی" میں لکھتے ہیں:

> "اتفاق کی بات ہے کہ پچھلے سال اس کا تعزیہ مولا کنجڑے کے تعزیے سے پنچارا گیا تھا اور اس شکست کی وجہ سے کسی کو منھ دکھانے کے لائق نہ رہا تھا۔ اس نے بھی اب دن رات ایک کر رکھا تھا اور سوچ لیا تھا کہ اس محرم پر کسی مولا کو نیچا دکھانا ہے۔"(۶)

اس افسانے میں انتظار حسین نے محرم کی مجلسوں کا ذکر، تعزیوں کا اہتمام اور ان کی تیاریوں میں لوگوں کی ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی خواہش، نوحہ پڑھنے والوں کا ذوق وشوق، پورے ماحول اور لوگوں کے مختلف عقائد و مذہبی رجحانات کی عکاسی بڑی خوبصورتی سے کی ہے۔

افسانہ "فجا" مسلم اتحاد کو یاد دلاتے ہوئے مسلمانوں کی موجودہ حالت کو بیان کرتا ہے کہ کس طرح ہندوستان میں مسلمان مولی گاجر کی طرح بے وقعت ہو گئے ہیں۔ آج کا مسلمان صرف نام کا مسلمان ہے جو شریعت سے بے خبر، سود اور حرام خوری میں مگن ہر وہ کام کر رہا ہے جو منافیِ اسلام ہے۔ مرد تو مرد عورتیں بھی اس کام میں آگے آگے ہیں اور فجا کے نزدیک یہ سب قیامت کی نشانیاں ہیں۔ اس ضمن میں ایک مذکور ملاحظہ ہو:

> "مولبی صاحب نے قیامت کی یہی نشانیاں بتائی تھیں، فرمارہے تھے کہ جب قیامت قریب ہو گی تو گھر سے عورتیں نکل پڑیں گی، آسمان سے آگ برسے گی، اور مغرب میں مرغی کے انڈے کا نشان دکھائی پڑے گا۔ تو میاں دیکھ لو کہ عورتیں گھر سے نکل ہی پڑی ہیں، آسمان سے آگ اب اور کیا برسے گی، ملک کے ملک تباہ ہو گئے اور میاں یہ ولایت مغرب ہی میں تو ہے۔ وس کا جہاز جب آسمان پر اڑے ہے تو عین مین مرغی کا انڈا سا لگے ہے۔ بس جی اب دنیا ختم ہے۔"(۷)

"فجا" کی آپ بیتی مسلم عقائد سے مزین افسانہ ہے جس میں انتظار حسین نے اپنی تاریخ، تہذیب، زماں و مکاں کے درمیاں ایک مشترک اور پر اسرار سطح کا ادغام پیش کیا ہے۔ انتظار حسین کے افسانے "مشکند" کی بنت میں ہندی دیومالاؤں، قرآنی آیات و قصص بمثل اصحاب کہف اور انجیل کی روایت کے مطابق غار میں رہنے والے لوگوں کی روایات سے استفادہ کیا گیا ہے اور ان حوالوں کو مذہبی عقائد کے نقطہ نظر سے یکجا کر کے افسانے کی صورت میں پیش کیا ہے۔ جس لڑکے نے مشکند کو جگایا وہ کرشن کھنیا تھا۔ اسے پتہ چلا کہ ترتیاگ بدل چکا ہے۔ وہ لمبا عرصہ سویا، مشکند جاگنے کے بعد راج دھانی کی طرف لوٹا تو حیران رہ گیا کہ وہاں پر کچھ بھی ویسا نہ تھا جیسا اس نے چھوڑا تھا۔ مذکور ملاحظہ ہو:

> "اب جو اس نے ارد گرد نظر دوڑائی تو دیکھا کہ سب ہی کے قد چھوٹے ہیں۔ ارد گرد چھوٹے چھوٹے آدمیوں کو دیکھ کر وہ اچھنبے میں پڑ گیا۔ میری راج دھانی میں تو سب اونچے اونچے قد کے لوگ تھے وہ کہاں گئے۔ رفتہ رفتہ طبعیت میں اداسی آ گئی، لمبا ٹھنڈا سانس بھرا، جھوٹے لوگوں کا زمانہ آ گیا ہے۔ وہ بڑبڑایا اور راج دھانی سے نکل گیا۔"(۸)

اس افسانے میں مرکزی کردار نے اس کھو میں پناہ لی جس میں وہ صدیوں سویا تھا لیکن اب وہاں کوئی اور سو رہا تھا جس کا کُتا اسے وہاں جانے سے روکنے لگا اور مشکند کی وہ قوت جس سے وہ لوگوں کو بھسم کر دیا کرتا تھا زائل ہو گئی۔ یہ جاننے کے بعد وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھا اور پھر آنکھیں بند کر کے ہمیشہ کے لیے سو گیا۔ انتظار حسین مذہبی عقائد کے حوالے سے تنگ نظری کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ وہ مسلکی محافل سے وابستہ معائب مثلاً چلمنوں سے عورتوں کو تاکنا وغیرہ جیسے افعال پر بھرپور طنز کرتے ہیں۔ ان کا یہ

افسانہ محض ماضی کی یادداشت نہیں بلکہ کرداروں کے توسط سے سماجی رویوں کا بھرپور مرقع ہے۔ان کرداروں کی پیش کش ظاہری و باطنی ہر دو پہلوؤں سے کی گئی ہے۔ایک مذکور پیش ہے:

> ''شدن کا ہاتھ سینے پر پڑ رہا تھا اور نگاہیں کہیں اور منڈلا رہی تھیں۔علمدار اگرچہ بار بار کنکھیوں سے چھجھوں اور کوٹھوں کی طرف دیکھ لیتا تھا لیکن کیا مجال کہ ماتم کی باقاعدگی اور تیزی میں فرق آجاتا''(۹)

انتظار حسین کے افسانوی مجموعہ ''کچھوے'' میں شامل افسانہ ''کشتی'' اسلامی عقائد کا بہترین نمائندہ افسانہ ہے۔اس بابت سہیل احمد خان رقم طراز ہیں:

> ''انتظار حسین کی کہانی ''کشتی'' میں طوفان نوح، مچھلی، کشتی مذہبی عقائد کی علامتیں ہیں۔اور پھر بے شمار اور ثانوی درجوں پر ظاہر ہوتی ہیں جن میں شاعر ،فن تعمیر اور دوسرے فنون تعمیر شامل ہیں۔انتظار حسین کی کہانی میں قرآن کی بعض آیات، قصص الانبیا، عہد نامہ قدیم، گلگامش کے قصے ،ہندوؤں کے پورانوں اور حاتم طائی کی داستان کو ملا کر ایک مرکزی موضوع کو مختلف جہتوں میں دکھایا گیا ہے۔''(۱۰)

افسانے کا آغاز گلگامش کے مذکور سے ہوتا ہے، ملاحظہ ہو:

> ''تب گلگامش دوزانوں ہو بیٹھا اور یوں گویا ہوا کہ ہمسفرو دید عبرت نگاہ رکھتے ہو تو مجھے دیکھو کہ میں کن سمندروں سے گزر کر اس اقلیم میں پہنچا جہاں اتنا پشتم استراحت کرتا تھا۔میں نے فریاد کی کہ اتنا پشتم میں نے سُنا تھا کہ حرکت میں برکت ہے اور سفر وسیلہ ظفر ہے۔''(۱۱)

انتظار حسین نے اس افسانے میں اساطیری کہانیوں کی معنویت بدل دی ہے۔افسانہ میں طوفان ایک دور کے خاتمے اور کشتی اس دور کے عبوری حالت کا استعارا ہے۔''آخری آدمی'' انتظار حسین کا تیسرا افسانوی مجموعہ ہے جس کا دیباچہ سجاد باقر رضوی نے اس تعلیقے سے لکھا کہ اس افسانوی مجموعے کی معنویت خوب واضح ہوتی ہے۔"آخری آدمی" اس مجموعہ کا پہلا افسانہ ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے شاہکار افسانہ ہے۔الیاسف افسانے کا مرکزی کردار ہے۔اس کے علاوہ الیعذر، الیاب، اور الیعذر کی لونڈی گجروم ہیں۔اس افسانے کی بنیاد قرآن مجید کا وہ مذکور ہے جس میں رب کریم کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے ایک پورا قبیلہ بندر بن گیا۔یہ مذکور قران پاک میں سورت اعراف میں ہے جس میں اللہ فرماتا ہے:

> "انہیں روکا گیا تھا تو ہم نے کہا کہ بندر ہو جاو ذلیل و خوار۔انہیں یاد دلاوہ واقعہ کہ وہاں کے لوگ سبت کے دن احکام خداوندی کی خلاف ورزی کرتے تھے۔اور یہ کہ مچھلیاں سبت کے دن ابھر کر سطح پر ان کے سامنے آتی تھیں اور سبت کے سوا باقی دنوں میں نہیں آتی تھیں۔۔۔۔پھر جب وہ پوری طرح سرکشی

کے ساتھ وہی کام کیے چلے گئے جس سے انہیں روکا گیا تھا۔ تو ہم نے کہا کہ بندہ
ہو جاؤ ذلیل و خوار۔"(۱۲)

انتظار حسین نے متذکرہ بالا افسانے کی بنیاد قرآنی قصے کو بنایا ہے اور اس افسانے کا خام مواد، اسلوب، زبان و بیان، اور ماحول قرآنی صحائف سے مستعار لیا ہے۔ افسانہ "زرد کتا" کی کہانی کی فضا انتظار حسین نے بزرگان دین کے ملفوظات سے مستعار لی ہے۔ اس کہانی کا موضوع انسان کے اخلاقی اور روحانی زوال کی کہانی ہے۔ زرد کتا نفس امارہ کی علامت ہے۔ اس افسانے میں انھوں نے چھوٹے چھوٹے قصوں کو جوڑ کر یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ نفس امارہ ہر انسان پر غالب آ جاتا ہے یہاں تک کہ بڑے بڑے شیخ، علماء، صوفیا، بزرگانِ دین سب اپنے اپنے نفس سے لڑتے رہے ہیں۔ جو ذات نفس امارہ سے ہار جاتی ہے اس پر دنیا پرستی غالب آجاتی ہے اور وہ اخلاقی اور روحانی زوال و انحطاط کی طرف گامزن ہو جاتی ہے۔ اس افسانے کا ہر کردار نفسِ امارہ سے اپنی جنگ جاری رکھتا ہے اور اللہ تعالی سے اس کی پناہ مانگتا ہے۔ شیخ عثمان، کبوتر، اور زن رقاصہ اس افسانے کے اہم کردار ہیں۔ کہانی کی پوری فضا عہد وسطی کے ملفوظات پر مبنی ہے۔ بقول گوپی چند نارنگ:

"زرد کتا میں بزرگان دین کے ملفوظات اور داستانوں کی زبان کا نیا تخلیقی استعمال
ملتا ہے۔"(۱۳)

یہ کہانی شیخ عثمان کبوتر سے شروع ہوتی ہے اور وہ لومڑی کے بچے کو نفسِ امارہ بتاتے ہیں اور اس کے بعد شیخ عثمان، شیخ ابو سعید کا واقعہ سناتے ہیں کہ شیخ کے گھر میں تیسرا فاقہ تھا، بیگم اس پر ضبط نہ لا سکیں تو باہر نکلے اور دست سوال دراز کیا۔ کو توالی میں جیب تراشی کے جرم میں ان کا ایک ہاتھ قلم کر دیا گیا۔ شیخ ابو سعید اپنا ہاتھ دیکھ کر رویا کرتے تھے کہ میں لالچ، دنیا پرستی کے جال میں پھنس کر ذلیل ہو گیا اور بار بار یہ بات سوچتے کہ اگر میں اپنے نفس پر قابو رکھتا تو شاید ایسا مسلہ پیش نہ آتا۔ اس پر راوی پھر شیخ عثمان سے سوال کرتا ہے تو وہ قرآن شریف کی آیت سناتے ہیں اور رحم کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ مذکور ملاحظہ ہو:

"پس افسوس ہے ان کے لیے بوجہ اس کے جو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا
اور افسوس ہے کہ ان کے لیے بوجہ اس کے جو کچھ وہ اس سے کماتے
ہیں۔"(۱۴)

مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ انتظار حسین نے اپنے کئی افسانوں میں مذہب اور عقیدے کی زمین پر کہانی کھڑی کی ہے اور یہ اس بابت ان کے گہرے مشاہدے کی دلیل ہے۔ انتظار حسین ایک ایسے ادیب ہیں جنھوں نے ادب کی جس صنف پر بھی قلم اٹھایا اس پر اپنی شخصیت کے گہرے نقوش ثبت کیے اور اپنی تخلیقی مہارت اور فنی انفرادیت سے اسے نئی سمت و رفتار عطا کی۔ مذہب، عقیدہ اور تصوف بھی ایسے ہی موضوعات ہیں کہ جب ان پر انتظار حسین کے قلم سے کہانی تخلیق ہوتی ہے تو قاری تادیر اس کہانی کے سحر میں مسحور رہتا ہے۔ یہ دقیق اور نازک موضوعات جن کی قرات سے عام طور پر قارئین کنارا کرتے ہیں، انتظار حسین کی کہانی کی صورت میں جلوہ گر ہوتے ہیں تو قارئین خود بخود ان کی اور کھنچے چلے آتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ امام ابی، حمد الحسن بن علی بن خلف البربھاری، شرح السنہ، جلد اول، جامع الکتب الاسلامیہ، س ن، الصفحہ: ۲۶

۲۔ ایضاً، ص:۲۷

۳۔ وصی اللہ کھوکھر (مولف)، جہانگیر اردو لغت، جہانگیر بکس، لاہور، ص:۱۰۰۱

۴۔ محمد بن اسماعیل، البخاری، حدیث ۵۰، دار اسلام للنشر والتوزیع ریاض، ۱۹۹۹ء، ص:۲۶۵

۵۔ انتظار حسین، علامتوں کا زوال، سنگ میل پبلی کیشنز: لاہور، ۲۰۰۹، ص:۵۴

۶۔ انتظار حسین، پھر آئے گی (افسانہ)، مشمولہ: علامتوں کا زوال، ایضاً، ص، ۶۷

۷۔ انتظار حسین، علامتوں کا زوال، ص:۴۸

۸۔ انتظار حسین، خالی پنجرہ، سنگ میل پبلی کیشنز: لاہور، ۲۰۰۹، ص:۹۱۶

۹۔ انتظار حسین، گلی کوچے، شاہین پبلی کیشنز: لاہور، ص:۷۵

۱۰۔ سہیل احمد خان، مجموعہ سہیل احمد خان: لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۹، ص:۳۴-۳۵

۱۱۔ انتظار حسین، کچھوے، مطبوعات، لاہور، ۱۹۸۱ء، ص:۱۵۲

۱۲۔ القرآن، سورۃ الاعراف، ۱۶۳-۱۶۶

۱۳۔ پروفیسر ارتضی کریم، انتظار حسین ایک دبستان، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاوس، دہلی۔ ۱۹۹۲، ص:۱۴۸

۱۴۔ انتظار حسین، زرد کتا (افسانہ)، مشمولہ: آخری آدمی، ص:۳۸۱

References in Roman Script:

1. Imam Abi, Hamad al-Hassan bin Ali bin Khalaf al-Barbahari, Sharh al-Sunnah, Jild Awwal, Jamia al-Kutub al-Islamiyya, p: 26

2. Ibid, p:27

3. Wasi Ullah Khokar (Mollif), Jahangir Urdu Lughat, Jahangir Books, Lahore, p:1001

4. Muhammad bin Ismail, al-Bukhari, Hadith 50, Dar Islam lin-Nashr wal-Tawzi, Riyadh, 1999, p:265

5. Intizar Hussain, Alamaton ka Zawal, Sang-e-Meel Publications: Lahore, 2009, p: 54

6. Intizar Hussain, Phir Aayegi, Included: Alamato ka Zawal, p: 67

7. Intizar Hussain, Alamato ka Zawal, p:48

8. Intizar Hussain, Khali Panjra, Sang-e-Meel Publications: Lahore, 2009, p: 916

9. Intizar Hussain, Gali Kooche, Shaheen Publications: Lahore, p:75

10.Sohail Ahmed Khan, Majmooa Sohail Ahmed Khan: Lahore, Sang-e-Meel Publications, 2009, p:34, 35

11. Intizar Hussain, Kuchwaye, Matbu'aat, Lahore, 1981, p:152

12. Al-Quran, Surah A'raaf, Verses: 163-166

13. Irtiza Kareem, (Professor), Intizar Hussain Ek Dabistan, Educational Publishing House, Delhi, 1992, p:148

14. Intizar Hussain, Zard Kutta , Included: Aakhri Aadmi, 1993, p: 381